بسم اللہ الرحمن الرحیم

صدقہ کی نیت سے رکھے ہوئے پیسوں کو فطرانہ میں دینے کا ارادہ ہو تو کیا فطرانہ ادا ہو جائے گا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

اگر کسی نے کچھ رقم صدقہ دینے کی نیت سے جمع کر رکھی ہو اور بعد میں یہ ارادہ بنا لے کہ اب یہ رقم فطرانہ کی مد میں ادا کرے گا، کیا اس طرح کرنا درست ہے اور فطرانہ ادا ہو گا؟ رہنمائی فرمائیں۔

جواب

صدقے کی نیت سے رقم الگ کر کے جمع کرنا یہ ثواب کا کام ہے کہ یہ صدقہ کرنے کی نیت ہے اور نیکی کی نیت وارادہ بھی نیکی اور باعثِ ثواب ہے، البتہ جب تک یہ رقم اس مقام پر نہ پہنچ جائے جس پر صدقہ کی ہے، تو یہ صدقہ شمار نہیں ہوگی، کیونکہ جب تک پیسے مطلوبہ مَصرف خیر تک نہ پہنچ جائیں، اس وقت تک بندے کی ملکیت سے نہیں نکلتے، لہذا اگر کسی شخص نے کچھ رقم صدقہ دینے کی نیت سے الگ رکھ دی ہو اور بعد میں وہ یہ ارادہ کر لے کہ یہی رقم صدقۂ فطر (فطرانہ) کی مد میں ادا کر دوں گا، تو شرعاً ایسا کرنا جائز ہے اور شرعا فطرانہ ادا ہو جائے گا۔

مسلم شریف کی روایت میں ہے: ”من هم بحسنة فلم يعملها كتبت له حسنة“ ترجمہ: جو کسی نیکی کا ارادہ کرے، لیکن کر نہ سکے، تو اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث 130، ص 67، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

درمختار میں ہے: ”ولا يخرج عن العهدة بالعزل بل بالأداء للفقراء“ ترجمہ: مال کو صرف الگ کر دینے سے وہ شخص بری الذمہ نہیں ہوگا (یعنی مال ملکیت سے خارج نہیں ہوگا) بلکہ فقراء کو مالک بنانے کے ساتھ بری الذمہ ہوگا (اور وہ مال ملکیت سے نکل جائے گا)۔

مذکورہ بالا عبارت کے تحت علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: ”فلو ضاعت لا تسقط عنه الزكاة ولو مات كانت ميراثا عنه“ ترجمہ: پس اگر وہ مال ضائع ہو گیا، تو زکوۃ ساقط نہیں ہوگی اور اگر وہ مر گیا، تو وہ مال اس کی میراث ہوگا۔ (درمختار مع ردالمحتار، ج 3، ص 225، مطبوعہ کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد شفیق عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-4854

تاریخ اجراء: 07 شوال المکرم 1447ھ/27 مارچ 2026ء